OPEN ACCESS
Journal of Semitic Religions
ISSN (Print): 2958-7514
ISSN (Online): 2958-7522
https://jsrpk.com/index.php/Journal

امام قرطبیؒ کی تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں تارک صلوۃ متعمداً سے متعلق فقہی حکم کے بارے میں وارد آراء کا علمی وتقابلی جائزہ

A Scholarly and Comparative Analysis of the Jurisprudential Opinions Regarding the Deliberate Abandonment of Salah as Mentioned in Imam Qurtubi's *Tafsir Al-Jami' Li Ahkam Al-Qur'an*.

Imam ud Din
Ph.D Research Scholar, Department of Islamic Studies, Qurtuba University of Sciences & Information Technology, D.I. Khan

Prof. Dr. Muhammad Aslam Khan
Department of Islamic Studies, Qurtuba University of Sciences & Information Technology, D.I. Khan

Abstract:

The issue of *Tark-e-Salat Muta'ammidan* (deliberate abandonment of obligatory prayer) has been a subject of significant debate in Islamic jurisprudence, particularly concerning the perspectives of the four major schools of thought: Hanafi, Shafi'i, Maliki, and Hanbali. This research aims to explore the varying jurisprudential views of the four Imams regarding the deliberate neglect of obligatory Salah (prayer) in light of Tafsir al-Qurtubi.

Each Imam developed their stance based on the Quran, Hadith, and principles of analogy (*Qiyas*). According to Imam Abu Hanifa (r.a) of the Hanafi school, deliberately abandoning obligatory Salah is a grave sin but does not amount to disbelief (*kufr*). Therefore, such an individual should not be executed but rather imprisoned until they resume offering prayers.

In contrast, Imams Malik (r.a), Shafi'i (r.a), and Ahmad ibn Hanbal (r.a) hold the view that a person who neglects prayer deliberately should be executed. However, there are nuanced differences in their reasoning. Imam Ahmad ibn Hanbal (r.a) asserts that deliberate abandonment of obligatory prayer renders a person an apostate (*murtad*), and the punishment for apostasy is execution. On the other hand, Imams Malik and Shafi'i do not consider the individual an apostate but argue that execution is the appropriate punishment for intentionally abandoning Salah.

Keywords: Abandonment, Deliberately, jurisprudential view, Apostate.

امام قرطبیؒ کی تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں تارک صلوۃ متعمداسے متعلق فقہی حکم

تمہید

یہ تمام فقہاء کا متفقہ مسئلہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز اس بنیاد پر چھوڑ دے کہ وہ اسے حلال سمجھتا ہے یا اس کی فرضیت کا انکار کرتا ہے، تو ایسے شخص کو بالاتفاق کافر اور واجب القتل سمجھا جائے گا۔

لیکن جو شخص سنتوں کو محض سستی یا کاہلی کی وجہ سے چھوڑ دے، وہ فاسق شمار ہو گا، اور اگر کوئی نفل نماز کو ترک کر دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ تاہم، اگر کوئی ان نوافل کی فضیلت کا انکار کرے، تو وہ کفر کا مرتکب ہو گا، کیونکہ اس طرح وہ رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ خبر کو رد کر رہا ہو گا"۔ [1]

جہاں تک سستی کی وجہ سے فرض نماز چھوڑنے والے شخص کا تعلق ہے، جس نے نہ تو نماز کی فرضیت کا انکار کیا ہو اور نہ ہی نماز چھوڑنے کو جائز سمجھا ہو، تو اس معاملے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ امام قرطبیؒ نے اس ضمن میں درج ذیل آیت کے تحت تفصیل بیان کی ہے۔

"فَإِذَا انْسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَإِنْ تابُوا وَأَقامُوا الصَّلاةَ وَآتَوُا الزَّكاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ"[2]

("پس جب حرمت والے مہینے ختم ہو جائے تو مشرکین کو قتل کرو جہاں کہیں تم ان کو پاؤ، ان کو پکڑو، ان کا محاصرہ کرو اور ہر گھات میں ان کے لیے بیٹھو۔ پس اگر وہ توبہ کرلے، نماز قائم کرے، زکوۃ ادا کرے تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ پس بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے")۔

علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں:

"وَاخْتَلَفُوا فِيمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مِنْ غَيْرِ جَحْدٍ لَهَا وَلَا اسْتِحْلَالٍ---"[3]

ترجمہ: فقہاء کرام نے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے کہ اگر کوئی شخص نماز ترک کرے، جبکہ وہ نہ تو نماز کی فرضیت کا انکار کرتا ہو اور نہ اسے چھوڑنے کو جائز سمجھتا ہو۔ یونس بن عبد الاعلیٰ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امام ابن وھبؒ سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ امام مالکؒ نے فرمایا: "جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کرے، لیکن نماز پڑھنے سے انکار کرے، اسے قتل کیا جائے گا۔" یہی قول امام ابو ثورؒ اور امام شافعیؒ کے تمام شاگردوں کا ہے، اور یہی رائے حماد بن زیدؒ، مکحولؒ، اور وکیعؒ کی بھی ہے۔ جبکہ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں: "ایسے شخص کو قتل نہیں کیا جائے گا، بلکہ قید کر کے سزا دی جائے گی۔" یہی رائے ابن شہابؒ اور داؤد بن علیؒ کی بھی ہے۔

مزید امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

"وَذَهَبَتْ جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ إِلَى أَنَّ مَنْ تَرَكَ صَلَاةً وَاحِدَةً مُتَعَمِّدًا حَتَّى يَخْرُجَ وَقْتُهَا لِغَيْرِ عُذْرٍ،

وَأَبَى مِنْ أَدَائِهَا وَقَضَائِهَا وَقَالَ لَا أُصَلِّي فَإِنَّهُ كَافِرٌ، وَدَمُهُ وَمَالُهُ حَلَالَانِ، وَلَا يَرِثُهُ وَرَثَتُهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَيُسْتَتَابُ، فَإِنْ تَابَ وَإِلَّا قُتِلَ، وَحُكْمُ مَالِهِ كَحُكْمِ مَالِ الْمُرْتَدِّ، وَهُوَ قَوْلُ إِسْحَاقَ"[4]

("صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جو شخص قصداً بغیر عذر کے نماز چھوڑ دے یہاں تک کہ نماز کا وقت گزر جائے اور اس کی ادائیگی اور قضا کرنے سے انکار کر دے اور کہے کہ میں نماز نہیں پڑھتا تو اس کا خون اور مال حلال ہیں۔ اس کے مسلمان ورثاء اس کے وارث نہیں ہونگے۔ اس سے توبہ کرنے کو کہا جائے گا۔ پس اگر وہ تائب ہو جائے تو فبھا ورنہ اس سے سزاء قتل کر دیا جائے گا۔ اس کے مال کا حکم مرتد کے مال کا ہے۔ یہ قول اسحاقؒ کا ہے")۔

علامہ قرطبیؒ نے جان بوجھ کر نماز ترک کرنے والے کے بارے میں تین مکاتبِ فکر ذکر کیے ہیں، جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

1. ا

مام مالکؒ کا موقف:

جان بوجھ کر نماز نہ پڑھنے والے کو قتل کیا جائے گا۔ یہی رائے امام ابو ثورؒ، امام شافعیؒ کے شاگردوں، حماد بن زیدؒ، مکحولؒ، اور وکیعؒ کی بھی ہے۔

2. ا

مام ابو حنیفہؒ کا موقف:

ایسے شخص کو قتل نہیں کیا جائے گا، بلکہ اسے قید کر کے سزا دی جائے گی۔ یہی رائے ابن شہابؒ اور داوٗد بن علیؒ کی بھی ہے۔

3. ا

مام اسحاقؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا موقف:

جان بوجھ کر نماز ترک کرنے والا مرتد قرار دیا جائے گا، اور مرتد ہونے کی وجہ سے قتل کیا جائے گا۔ اس کے مال کا حکم بھی مرتد کے مال جیسا ہو گا، اور اختلافِ دین کی وجہ سے اس کے مسلمان ورثاء اس کی جائیداد کے حق دار نہیں ہوں گے۔

امام قرطبیؒ کے ذکر کردہ دلائل:

امام قرطبیؒ امام مالک اور اس کے ہم رائے رکھنے والوں کی دلیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قَوْلُهُ تَعَالَى: (فَإِنْ تابُوا) أَيْ مِنَ الشِّرْكِ. (وَأَقامُوا الصَّلاةَ وَآتَوُا الزَّكاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ) هَذِهِ الْآيَةُ فِيهَا تَأَمُّلٌ،

وَذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى عَلَّقَ الْقَتْلَ عَلَى الشِّرْكِ، ---"[5]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے پس اگر وہ توبہ کرلے شرک سے اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ اس آیت میں غور و فکر ہے۔ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے قتل کو شرک کے ساتھ معلق کیا۔ پھر فرمایا کہ اگر وہ توبہ کرلیں۔ تو اس میں اصل یہ ہے کہ جب قتل شرک کے ساتھ معلق ہے تو شرک کے زوال کے ساتھ وہ زائل ہو جائے۔ اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ نفس توبہ سے قتل زائل ہو جائے۔ "اقامت صلوٰۃ اور ایتاء الزکوٰۃ" کی ضرورت نہ ہو۔ اسی وجہ سے نماز اور زکوٰۃ کا وقت ہونے سے پہلے صرف توبہ سے قتل ساقط ہو جاتا ہے۔ اور اس معنیٰ میں یہ واضح ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے توبہ کا ذکر کیا ہے اور اس کے ساتھ دو اور شرطیں ذکر کی ہیں۔ جن کو لغو بھی نہیں قرار دیا جا سکتا ہے۔

مذکورہ عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ جس طرح تخلیہ سبیل کے لیے توبہ "عن الشرک والکفر" ضروری ہے۔ اس طرح قتل سے بچنے کے لیے "اقامت صلوٰۃ اور ایتاء زکوۃ" ضروری ہے۔ لہٰذا اگر کوئی نماز نہیں پڑھے گا تو قتل سے نہیں بچ سکے گا۔

امام قرطبیؒ نے مذکورہ مذہب کی تائید میں حدیث سے استدلال کیا ہے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلاَةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الإِسْلاَمِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ "[6]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک قتال کروں یہاں تک کہ وہ "لا الہ الا اللہ" کی گواہی دیں، نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں۔ پس اگر وہ اس طرح کرلیں تو انہوں نے اپنے خون اور اپنے مال ہم سے بچا لیے مگر اسلام کے حق کی وجہ سے۔ اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔

امام قرطبیؒ نے مزید تائید کے لیے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ کی روایت سے استدلال کیا ہے جس میں حضرت ابو بکرؓ صدیق فرماتے ہیں:

"فَقَالَ: وَاللَّهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلاَةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ المَالِ"[7]

ترجمہ: آپؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں ان لوگوں کے ساتھ ضرور قتال کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کریں۔ کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔

امام ابو حنیفہؒ اور ان کے ہم رائے رکھنے والوں کے لیے علامہ قرطبیؒ نے بخاری شریف کی حدیث بطور دلیل بیان کی ہے جو حضرت ابو ھریرۃؓ سے مروی ہے۔

"أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ"[8]

ترجمہ: (حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں کہ) کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک قتال کروں یہاں تک کہ وہ "لا الہ اللہ" کہے۔ پس جس نے "لا الہ الا اللہ" کہا تو اس نے اپنی جان اور مال مجھ سے بچالی مگر اس کے حق کی وجہ سے۔ اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔

امام قرطبیؒ نے "بحقہ" کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس میں تین چیزیں شامل ہیں جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے:

("رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کا خون حلال نہیں ہے مگر تین میں سے کسی ایک وجہ سے (۱) "ایمان لانے کے بعد کفر کرنا" (۲) "محصن ہونے کی صورت میں زنا کرنا" (۳) "کسی نفس (انسان) کو بغیر قصاص کے قتل کرنا"[9]

مذکورہ روایات سے امام ابو حنیفہؒ اور داؤد ظاہریؒ استدلال کرتے ہیں کہ تارک نماز متعمدا کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

علامہ قرطبیؒ نے امام اسحاقؒ کے مذہب پر کوئی دلیل ذکر نہیں کی ہے۔

فقہی حکم کا علمی جائزہ:

امام قرطبیؒ نے مآل کے اعتبار سے تین مذاہب بیان کیے ہیں۔ ذیل میں ان کا علمی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

تارک صلوٰۃ متعمدا کے بارے میں امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کی آراء:

علامہ نوویؒ تارک صلوٰۃ متعمدا کے بارے میں لکھتے ہیں:

" جس نے بغیر انکار کے نماز کو چھوڑا۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ نیند اور بھول وغیرہ جیسے اعذار کی وجہ سے چھوڑ دے تو اس پر صرف قضاء ہے اور اس کا وقت وسیع ہے۔ اور اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ دوسری قسم یہ کہ بغیر کسی عذر کے سستی اور لاپرواہی کی وجہ سے چھوڑ دے تو بلاشبہ وہ گناہگار ہوگا اور اس کا قتل واجب ہوگا۔"[10]

علامہ ابن رشدؒ فرماتے ہیں:

" اور بہر حال: کیا واجب ہے اس شخص پر جو نماز کو عمداً ترک کر دے اور اس کو نماز کا حکم دیا جائے، پھر وہ اس کے پڑھنے سے انکار کرے، درآنحالیکہ وہ اس کی فرضیت کا انکار کرنے والا نہ ہو۔ پس ایک قوم کہتی ہے کہ اس کو قتل کیا جائے گا۔ اور ایک قوم کہتی ہے کہ اس سے تعزیری سزا دی جائے گی اور قید کیا جائے گا۔ وہ جو کہتے ہیں کہ اس کو قتل کیا جائے گا۔ ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ اس کو کافر ہو جانے کی وجہ سے قتل کیا جائے گا۔ یہ مذہب امام احمدؒ، اسحاقؒ اور ابن المبارکؒ کا ہے۔ اور ان میں سے بعض نے اس کے قتل کو بطور حد واجب کیا ہے۔ اور یہ امام

مالکؒ اور امام شافعیؒ کا مذہب ہے")"[11]

تارک نماز متعمدا کے بارے میں امام ابو حنیفہؒ اور داود ظاہریؒ[12] کی آراء:

احناف کے مذہب کو بیان کرتے ہوئے علامہ قدوریؒ فرماتے ہیں:

"قال أصحابنا: إذا ترك الصلاة معتقدا لوجوبها، حبس وعزر حتى يصلي"[13]

ترجمہ: ہمارے اصحاب (احناف) نے فرمایا ہے کہ جب کوئی قصدا نماز چھوڑ دے تو اس کو قید کیا جائے گا اور سزا دی جائے گی یہاں تک کہ وہ نماز پڑھنا شروع کر دے۔

علامہ ابن حزمؒ فرماتے ہیں:

"وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ، وَأَبُو سُلَيْمَانَ، وَأَصْحَابُهُمَا: لَا قَتَلَ عَلَيْهِ، لَكِنْ يُعَزَّرُ حَتَّى يُصَلِّيَ"[14]

("امام ابو حنیفہؒ، ابو سلیمانؒ اور ان کے ساتھی فرماتے ہیں کہ (تارک صلوٰۃ متعمدا) کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ اس کو تعزیری سزا دی جائے گی یہاں تک کہ وہ نماز پڑھنے لگ جائے")

تارک صلوٰۃ متعمدا کے بارے میں امام اسحاقؒ[15] اور امام احمدؒ بن حنبل کی آراء:

موفق الدینؒ فرماتے ہیں:

" اگر (نماز) کو لاپرواہی اور سستی کی وجہ سے ترک کر دے تو اس کو نماز کی ادائیگی کی طرف دعوت دی جائے گی۔ اور اس سے کہا جائے گا اگر نماز پڑھ لی تو ٹھیک ورنہ ہم آپ کو قتل کر دیں گے۔ پس اگر نماز پڑھ لی تو فبہا ورنہ اس کا قتل واجب ہے۔ اور اس کو قتل نہیں کیا جائے گا یہاں تک کہ اس کو تین دن قید کیا جائے اور اس پر سختی کی جائے۔ اور ہر نماز کے وقت اس کو نماز کی ادائیگی کی طرف بلایا جائے گا اور قتل کی دھمکی دی جائے گی، پس اگر نماز پڑھ لی تو ٹھیک ورنہ اس کو تلوار سے قتل کر دیا جائے گا۔"[16]

علامہ کشاویؒ فرماتے ہیں:

"وهو قول أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهوية أن من ترك صلاة واحدة متعمدا حتى يخرج وقتها فهو كافر حلال الدم إن لم يتب، فإن تاب وإلا قتل، وكان ماله لجميع المسلمين، كالمرتد إذا قتل على ردته"[17]

ترجمہ: امام احمد بن حنبلؒ اور اسحاق بن راھویہؒ کا قول ہے کہ جس نے قصدا ایک نماز ترک کی یہاں تک کہ نماز کا وقت نکل گیا تو وہ کافر ہے، اس کا خون حلال ہے اگر وہ توبہ نہ کرلے۔ پس اگر توبہ کرلے تو ٹھیک ورنہ تو اس سے قتل کیا جائے گا۔ اس کا مال تمام مسلمانوں کا ہوگا جیسا کہ مرتد جب اس کو ردت کی حالت میں قتل کیا جائے۔

فقہی حکم کا تقابلی جائزہ:

علامہ قرطبیؒ نے مآل کے اعتبار سے تین مذہب بیان کئے ہیں۔ امام مالکؒ اور ان کے ہم خیالوں کا مذہب یہ ہے عمدا نماز چھوڑنے والے کو قتل کیا جائے گا۔ امام احمد بن حنبلؒ اور ان کے ہم آراؤں کا مذہب یہ ہے کہ قصدا نماز چھوڑنے والا مرتد ہو جانے کی وجہ سے قتل کیا جائے گا۔ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے ہم آراؤں کا مذہب یہ ہے کہ قصدا نماز چھوڑنے والے کو قتل نہیں کیا جائے گا، بلکہ تعزیری سزا دی جائے گی۔ ان میں سے راجح مذہب امام ابو حنیفہؒ اور ان کے ہم رائیوں کا ہے۔ حدیث "امرت ان اقاتل الناس حتی یقول لا اله الا الله الخ" سے تارک صلوۃ پر قتل کرنے کے حکم کا استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اس آیت میں مامور بہ قتال ہے۔ "قتال کی اباحت سے قتل کا مباح ہونا لازم نہیں آتا۔ اس لئے کہ قتال باب مفاعلہ میں سے ہے۔ اور باب مفاعلہ جانبین سے فعل کے وقوع کا تقاضا کرتا ہے۔ جبکہ قتل میں یہ معنی نہیں ہوتا"[18]۔ اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ آیت سے قتل پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔

اسی طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ کے قول "والله لا اقاتل الناس" سے بھی قتل پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں قتال کا لفظ آیا ہے نہ کہ قتل۔ اس لئے کسی سے منقول نہیں ہے کہ انہوں نے کسی کو صبرا قتل کیا ہو۔[19]

جہاں تک آیت مذکورہ کا تعلق ہے۔ اس سے ظاہری طور پر یہی مستفاد ہوتا ہے کہ نماز چھوڑنے والے کو قتل کیا جائے گا۔ اس لئے کہ اس میں صاف لفظ اقتلوا آیا ہے۔ جس سے امام مالکؒ اور ان کے ہم آراء حضرات نے استدلال کیا ہے۔ تو اس کی توجیہ یہ ہے کہ آیت میں اقتلوا سے مقصود قتل نہیں ہے بلکہ قتال ہے۔ اس کا پہلی وجہ تو یہ ہے کہ حدیث "امرت ان اقاتل الناس حتی یقول لااله الا الله الخ" مذکورہ آیت سے مقتبس ہے۔ جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے مذکورہ آیت کو باب کا عنوان دے کر اس کے تحت اس حدیث کو پیش کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے آیت میں قتل سے مراد قتال ہے۔ اب دو صورتیں ہیں یا تو آیت میں قتل سے مراد قتال ہے۔ اور حدیث کو اس کی تفسیر قرار دیا جائے۔ یا حدیث میں جو قتال کا لفظ آیا ہے۔ اس سے آیت کی وجہ سے قتل کے معنی میں لیا جائے۔ عقلی قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آیت میں قتل سے مراد قتال ہے۔ اس لئے کہ حدیث آیت کی مفسر اور شرح ہوتی ہے۔ گویا حضور ﷺ نے تنبیہ فرمادی کہ آیت میں قتل مراد نہیں ہے بلکہ قتال مراد ہے۔ ایسے تجوزات لغت میں عام ہیں۔

دوسرا قرینہ یہ ہے کہ مانع زکوۃ کے قتل کا کوئی قائل نہیں ہے۔ حالانکہ مذکورہ آیت کا ظاہری مفہوم مانع زکوۃ کو بھی شامل ہے۔ اگر مانع زکوۃ بہت سے لوگ یعنی ایک جماعت ہو تو امام کو اس کے ساتھ قتال کا حکم ہے۔ اس بات پر سب

کا اجماع ہے۔ جب مانع زکوۃ کے عدم قتل پر اجماع ہے۔ تو اس سے ثابت ہو گیا کہ قرآن میں تخلیہ سبیل کے لئے تین شرطیں ذکر کی گئی ہیں جس میں زکوۃ بھی شامل ہے۔ اب اگر قتل کو اپنے معنی میں لیا جائے تو تارک زکوۃ کو بھی قتل کرنا پڑے گا۔ جب کہ سب اس پر متفق ہیں کہ تارک زکوۃ کے قتل کرنے کا حکم نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے ماننا پڑے گا کہ آیت میں لفظ قتل سے مراد قتال ہے۔ حدیث کو آیت کی تفسیر قرار دیا جائے گا۔

امام اسحاقؒ اور ان کے ہم آراء حضرات کی دلیل وہ احادیث ہیں۔ جن میں تارک نماز پر کفر یا براءت ذمہ کا اطلاق کیا گیا ہے۔ جیسا کہ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آپؓ نے آپ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلَاةِ"[20] (آدمی اور اس کے کفر و شرک کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے)۔

اسی طرح حضرت بریدہؓ سے مرفوع حدیث مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "إِنَّ الْعَهْدَ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ الصَّلَاةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ "[21] ("ہمارے اور ان (کافروں) کے درمیان نماز چھوڑنے کا عہد ہے۔ جس نے نماز ترک کی اس نے کفر کیا")۔ اسی طرح اور بھی کئی احادیث ہیں جس میں نماز کے تارک پر براءت ذمہ کا اطلاق کیا گیا ہے۔

مذکورہ احادیث اور ان کے ہم معنی دیگر احادیث جن میں تارک صلوۃ پر کفر کا اطلاق کیا گیا ہے یا تو مستحل پر محمول ہیں۔ یا ان کے فعل کو کافروں کے فعل کے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ نماز کا چھوڑنا کافروں کا فعل ہے۔ کیونکہ نماز کا چھوڑنا معصیت ہے۔ کفر نہیں ہے۔ اس کا مطلب بعض کے نزدیک یہ بھی ہے کہ نماز مومن کی علامت خاصہ ہے۔ پس اگر کوئی مومن نماز چھوڑ دے تو اس میں کفر میں فرق کرنے والی چیز نہیں ہو گی۔ اس ترک صلوۃ کی وجہ سے آدمی کافروں کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ اس کا فعل کافروں جیسا ہوتا ہے۔[22]

مرتد نہ ہونے کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو حضرت عبادہ بن صامتؓ سے گواہی کے ساتھ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے فرماتے ہوئے سنا: " خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللَّهُ تَعَالَى مَنْ أَحْسَنَ وُضُوءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَأَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَخُشُوعَهُنَّ كَانَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ، وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ"[23]

(اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں مسلمانوں پر فرض کی ہیں۔ جو شخص ان نمازوں کو اچھے طریقے سے وضو کر کے، وقت پر ادا کرے اور رکوع و خشوع کا اہتمام کرے، اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ لیکن جو شخص ان نمازوں کو ادا نہیں کرے گا، اس کے بارے میں اللہ کا کوئی وعدہ نہیں ہے۔ اللہ چاہیں تو اسے معاف فرما

دیں اور چاہیں تو اسے سزا دیں۔

اس حدیث میں نماز چھوڑنے والے کو اللہ کی مرضی (مشیت) کے تابع رکھا گیا ہے، یعنی یہ اللہ پر منحصر ہے کہ وہ اسے بخش دے یا سزا دے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نماز چھوڑنے والا، اگر یہ عمل استخفاف (نماز کی بے قدری) کے بغیر ہو، تو کافر یا مرتد نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر وہ کافر ہوتا تو اس کے جنت میں داخل ہونے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔

حوالاجات وحواشی

[1] امام قرطبی،، تفسیر قرطبی،8/71۔

[2] توبہ:۵۔

[3] ایضا۔

[4] ایضا۔

5 ایضا۔

[6] بخاری، صحیح، دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ، 1/14۔

[7] ایضا،2/105۔

[8] ایضا،2/105۔

[9] شافعی، مسند، کویت،، ۱۴۲۵ھ، 3/290۔

[10] امام نووی،، المجموع، بیروت، دار الفکر، 3/14۔

[11] ابن رشد، بدایۃ المجتھد، قاہرہ، دارالحدیث، 1/97۔

[12] آپؒ کا اصل اسم داود بن علی بن خلف اصبہانی ہے۔ آپؒ کی کنیت ابو سلیمان ہے۔

[13] قدوری، احمد بن محمد، التجرید للقدوری، قاہرہ، 2/1024۔

[14] ابن حزم، علی بن احمد، المحلی، دار الفکر، 12/383۔

[15] آپؒ کا پورا نام "اسحاق بن ابراہیم بن مخلد الحنظلی" ہے۔ آپؒ کی کنیت ابو یعقوب ہے۔

[16] ابن قدامہ، المغنی، مکتبۃ القاہرہ، 2/329۔

[17] الکشناوی، ابو بکر بن حسن بن عبد اللہ، اسھل المدارک شرح ارشاد السالک، ط: دوم، بیروت، دار الفکر، س:ن، ج:۱، ص:۲۶۵۔

[18] عینی، عمدۃ القاری، دار احیاء التراث العربی، 1/189

[19] ایضاً۔

[20] مسلم، صحیح، بیروت،، س:ن، ج:۱، ص:۸۸۔

[21] نسائی،، سنن نسائی، حلب، 1/231۔

[22] نووی، المجموع،، بیروت،، ج:۳، ص:۱۷-۱۶۔

[23] ابو داود،، سنن،، بیروت، 1/115۔